راسیہ اشرف
ایم فل اسکالر
سی۔ایس۔اے۔ایس

احوال وآثارِ باباداؤدخاکیؒ

وادی کشمیر زمانہ قدیم سے علم وادب کا گہوارہ رہی ہے۔اس علم وادب کی فضا میں پرورش پانے والا گنائی خاندان ایک معزز خاندان شمار کیا جاتا ہے۔اس باوقار خاندان میں ممتاز عالم اور بڑے مشائخ پیدا ہوتے رہے ہیں جن میں جامع الکمالات شیخ یعقوب صرفیؒ، بابانتوگنائی اوراوچپ گنائی جیسے سیکڑوں بزرگ آج تک تاریخ کے اوراق کی زینت بنے ہوئے ہیں۔حضرت باباداؤدخاکیؒ بھی اسی خاندان کے چشم وچراغ تھے۔

باباداؤدخاکیؒ کا شمار چک دور کے سربرآوردہ علماء میں ہوتا ہے آپ کا تعلق یہاں کے مقتدر''گنائی'' خاندان سے تھا۔گنائی کے لغوی معنی دانائے قوم کے ہیں۔ عرف عام میں گنائی صاحب قلم کو کہتے تھے۔سلاطین کشمیر کے زمانے میں مفتی سے لیکر محرّرتک کے پڑھے لکھے طبقے کو گنائی کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا[1]۔ یہ لقب درحقیقت سلطان زین العابدین بڈشاہ ۸۲۳ھ۔۸۷۴ھ/۱۴۲۰ء۔۱۴۷۰ء نے انکے جد بزرگوار مولانا عثمان، جو''اوچپ گنائی'' کے نام سے معروف تھے، کوتفویض دیا گیا تھا۔جو

Scanned with CamScanner

سلطان موصوف کے زمانے کے ایک قابل احترام شخص تھے یہاں تک کہ اس خاندان کے افراد کو مزار سلاطین میں ہی دفنایا جاتا تھا۔

پیدائش: حضرت بابا داوٴد خاکیؒ کی پیدائش خانقاہِ معلیٰ کے متصل محلہ کلاش پورہ میں ۹۲۸ھ مطابق ۱۵۲۱ء میں ہوئی[۳] یہیں پر انہوں نے پرورش بھی پائی اور یہیں پر ان کا مستقل مسکن بھی تھا۔

حضرت خاکیؒ کا اصلی نام دولت گنائی اور ان کے والد بزگوار کا نام حسن گنائی تھا لوگ انہیں خلوص ومحبت سے "دتی" گنائی کے نام سے پکارتے تھے بلکہ بعض خدام کی طرف سے انہیں 'شیخ داوٴد' کا خطاب ملا تھا۔ شعروشاعری میں خاکیؔ تخلص کرتے تھے۔

حضرت خاکیؒ کے معاصر تذکرہ نگار اور قریبی ساتھی خواجہ اسحاق قادریؒ کے درج ذیل بیان سے بھی یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ ان کا نام دولت تھا اور بعض لوگ انہیں دتی گنائی کے لقب سے یاد کرتے تھے:

"آنحضرت (حضرت مخدومؒ) از شیخ (بابا خاکیؒ) پُرسیدند کہ شمارا چہ نام است............جواب داد کہ نام من دولت است چنانچہ بَعضی کسان دتی گنائی می گویند" [۴]

بدقسمتی سے حضرت خاکیؒ کے سر پر ان کے والد بزگوار کی سرپرستی کا سایہ زیادہ دیر تک قایم نہ رہ سکھا۔ وہ بچپن میں ہی یتیم ہوگیے۔ اس کے بعد ان کی تعلیم وتربیت کی

Scanned with CamScanner

ذمہ داریاں ان کے چچا نے نبھائیں۔ حصول علم میں وہ نہایت ذہین ثابت ہوئے چنانچہ ذہانت اور تیز فہمی کی وجہ سے ہی انہیں نو سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ ہو گیا۔

''در صغر سن سایہ والدش از سر رفتہ بود۔ و در سن نہہ سالگی حفظ قرآن شریف نمود۔'' [5]

خوش قسمتی سے انہیں مولانا حافظ بصیر، ملا رضی الدین اور شمس الدین پال جیسے قابل اور شفیق اساتذہ کا تقرّب نصیب ہوا۔ ان علماء اور روحانی پیشواؤں کی مشہور ومعروف درس گاہوں میں صرف ونحو، فقہ، حدیث، تفسیر اور دینیات کی تعلیم حاصل کی۔[6] کم سنی میں ہی آپ نے فلسفہ، نجوم، منطق، صرف ونحو، عروض، تاریخ، طب، ریاضی اور الٰہیات میں اتنی دسترس حاصل کی کہ اپنے ہمعصروں میں علم وفضل، فہم وفراست میں یگانہ روزگار تسلیم کیے گیے۔ چنانچہ ان کے فاضل معاصرین نے بھی اس بات کا اقرار کیا ہے بابا علی رینہ اپنی تصنیف ''تذکرۃ العارفین'' میں یوں لکھتے ہے۔

''در اوایل شیخ مسطور در علوم ظاہر یگانہء عصر بود واز علمای کشمیر احدی بادراک وفصاحت وبلاغت او نمیرسید۔ وہم در علوم عربی تحصیل تمام داشت ہم در فنون بنظم واز ہر علم خواہ شعر یا انشاء وعبارات دستگاہ بالا کلام۔ القصہ بعد از کمال این حالت کہ واسطۂ رفع جہالت از حق داشت ابواب علوم نامنتہای حقیقی زَدوَ طالب صادق

Scanned with CamScanner

ومرید حاذق جناب مخدومؒ مصدو رشد''[7]

بابا داؤد خاکیؒ کے ایک اور معاصر عالم وفاضل بابا حیدر تیلہ مولی نے بھی اپنی تصنیف میں اسے یگانۂ روزگار تسلیم کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

'' وفقیر حقیر پیش از ارادت ومریدی شیخ مذکور بجناب حضرت پیر رسیدہ و درتمام کشمیر اسم حضرت شیخ مذکور مشہور باباء علوم بود وافضل الفضلاء این دیار بود ومجتہد وقت وعلامۂ عصر ودران آوان درکشمیر بعلوم اوکسی مانند نبود۔''[8]

پیشہ : حضرت خاکیؒ کے باپ دادا کا پیشہ خطاطی تھا اور خطاطی کا یہ فن انہیں ورثے میں ملا تھا۔ حضرت خاکیؒ کو فن خطاطی اور خوش نویسی میں اچھی خاصی مہارت حاصل تھی۔ اور اس فن میں انہوں نے اپنے زمانے میں کافی شہرت پائی تھی[9]

بادشاہ وقت نے متداولہ علوم میں حضرت خاکیؒ کی استادانہ صلاحیتوں اور علوم ظاہری میں ان کی مہارت کے پیش نظر ایک سو روپیہ ماہوار تنخواہ پر انہیں اپنے شہزادوں کی تعلیم وتربیت پر مامور کیا۔

''پس برتدریس تعلیم سلطان زمان بمشاہرۂ یکصد روپیہ منصوب شد۔''[10]

تعلیم وتربیت کا یہ سلسلہ شہزادوں تک ہی محدود نہیں رہا بلکہ بعد میں سلطان وقت کے دربار کے ساتھ منسلک اکثر وبیشتر امراء اور وزراء کے بیٹوں کی تربیت کا کام بھی انہیں ہی تفویض ہوا۔ چنانچہ ان کے معاصر تذکرہ نویس خواجہ اسحاق قادری لکھتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

''خاکیؒ چون ملازم بادشاہ کشمیر بود اکثر از پسران امرایان در خدمت ایشان تحصیل علوم می کردند۔''[11]

آپ کے معاصر مصنف بابا حیدر تیلہ مولی نے اپنی تصنیف میں یوں لکھا ہے۔

''شاہ زادھای این دیار و امیر زادھای این شہر نزد او علوم ظاہر تحصیل میکردند و بادشاہ این دیار نیز گاہ گاھی بدولتخانہ ایشان می آمدی و ایشان پیش از ارادت بیعت بخانہء بادشاہ میرفتندی''[12]

اس طرح سے حضرت خاکیؒ نے تعلیم حاصل کرنے کے بعد فن خطاطی کے علاوہ درس وتدریس کا مشغلہ اختیار کیا تھا اور وہ سلطان وقت کے دربار میں رسائی حاصل کرنے اور شہزادوں کے اتالیق مقرر ہونے کی وجہ سے ایک قابل احترام شخصیت کے طور پر ابھرے۔

بادشاہ اور امرائے وقت کے بیٹوں کو تعلیم وتربیت دینے کے دوران حضرت خاکیؒ کی زندگی میں ایک ایسا طوفان آیا جس نے ان کے نظام حیات میں تلاطم پیدا کردیا۔شاہانہ فیاضیوں کے میسر ہونے کی وجہ سے وہ عیش وعشرت کے ساتھ زندگی بسر کر رہے تھے۔ایک دن وہ شان وشوکت کے ساتھ ایک شاہی کشتی میں سوار 'نالہ مار' میں بادشاہ کے بیٹوں کو پڑھانے کی غرض سے جارہے تھے۔اور ہر طرف سے شور تھا۔'دورباش' 'دورباش' کے نعرے فضا میں گونج رہے تھے۔حضرت محبوب العالمؒ اپنے

Scanned with CamScanner

حجرے میں تھے اور وہ آوازیں ان کے گوش مبارک میں بھی آئیں ۔خادم سے پوچھا
کہ یہ شور کیسا ہے؟ خادم نے عرض کیا ۔ کہ حضرت ملا دولت شاہی دربار کی طرف
جارہے ہیں ۔ حضرت مخدومؒ نے پھر فرمایا کہ تم اسے میرا اسلام پہنچاؤ اور کہو کہ ایک
سایئل دینی مسلے کی گرہ کشائی چاہتا ہے۔ اگر وہ تشریف لائے تو وہ ان کی مہربانی ہو گی
حکم سن کر خادم دوڑا اور پیغام پہنچایا۔ چونکہ ملا دولت کا نام سعادتمندوں کی فہرست میں
لکھا جا چکا تھا۔ اس لئے وہ پیغام سن کر حجرے میں آئے ۔حضرت مخدومؒ نے کریمانہ
اخلاق سے دینی عالم کو سلام کیا اور اسی لہجہ سے سلام کا جواب بھی سُنا۔ پھر فرمایا مولانا!
مجھے یہ بتائے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو اپنا خلیفہ ہونے کا شرف بخشا ہے جس کی بنا پر
اشرف المخلوقات کہلاتا ہے یہ دن رات میں کتنی سانس لیتا ہے۔ مفتی اعظم (مولانا)
نے جواب دیا۔ کہ جتنے خدا کے پیغمبر ہیں ۔حضرت مخدومؒ نے پھر پوچھا مولانا! مجھے یہ
بھی بتائے کہ جس نے شب و روز میں ایک سانس ضائع کیا شریعت میں اس کا کیا حکم
ہے اور اس نے کیا کیا؟ مولانا نے جواب دیا کہ اس نے گویا خدا کے ایک پیغمبر قتل کیا
ہے۔ حضرت مخدومؒ نے فرمایا اس علم کے باوجود پھر تمہاری غفلت شعاری کا مطلب کیا
ہے؟ اس سوال کو سن کر مولانا سُن ہو گیا۔ وہ سناٹے میں آیا اور اس سے کوئی جواب بن
نہ پڑا۔ جھٹ[18] سے اٹھا اور حجرے سے نکل کر گھر پہنچا۔ غور و فکر کے دریا میں ڈوب گیا
تھا۔ اس کے جاہ و حشم کے پردے اس کے دماغ سے سرکنے لگے تھے اور صبح ہونے تک

وہ ایک صحیح مزاج صوفی بن گیا تھا۔ اس نے تہیہ کرلیا کہ وہ اپنا علم یوں ہی برباد نہ کرے گا۔ دنیا کے ناپائدار اقتدار کے فریب میں آکر زندگی کو برباد کرنا عقلمندی نہیں بلکہ علم و دانش کو خداشناسی میں صرف کرنا ہی عقل شعور کا تقاضا ہے۔

دوسرے دن ملا دولت نے سادہ کپڑے پہنے اور مخدوم صاحب کے دربار میں پہنچا۔ عرض کیا کہ اس کے دل کی بیماری کا علاج طبیب ربانی کے پاس ہی ہے اس ناچیز کو خداشناسی کی راہ میں رہبری فرمائیں۔ حضرت مخدومؒ نے اس کی درخواست کو قبول کیا اور اسے خانقاہ کے درویشوں کے لئے کلوخ (ڈھیلے) جمع رکھنے کا کام سپرد کیا۔ مولانا نے اس کام کو اچھی طرح سے انجام دیا اور وہ ایک سال تک درویشوں کے لئے ڈھیلے جمع کر کے تیار کرتے تھے [13] حضرت مخدومؒ نے آپ کو سخت آزمایشوں میں ڈال دیا تھا۔ مگر آپ تمام آزمایشوں پر پورے اترے اور مرشد برحق آپ پر مہربان ہو گئے تھے۔

حضرت سُلطان العارفین شیخ حمزہ مخدومؒ کی خدمت گذاری کی سعادت پا کر آپ نے دینوی جاہ و حشمت کو مکمل طور پر ترک کیا اور شاہی دربار سے بھی قطع تعلق کرلیا۔

''وچون مرید حضرت پیر شد۔ ترک تمام خان ومان نمودہ بخدا مشغول شدد سلطان الاولیاء عصر گشت۔'' [14]

Scanned with CamScanner

چنانچہ حضرت مخدومؒ کے دست مبارک پر بیعت سے مشرف ہوجانے کے بعد آپ نے دن رات اپنے مرشد بزرگوار کی خدمت میں گذارے اور بہت جلد اپنے مرشد کی نظروں میں بلند مرتبہ حاصل کیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے آپ کو اپنی خلافت کا اعزاز عنایت فرمایا۔

احمد بن عبدالصبور کشمیری اپنی کتاب خوارق السالکین میں یوں فرماتے ہیں۔

"درپیش بادشاہ سریر لاریبی حضرت مخدوم شیخ حمزح کشمیریؒ بجان و دل ارادت کامل مرید گشت۔ در اندک مدت بخلعت ارشاد از آن سرور اوتاد سرافزای یافت۔"[۱۵]

اپنے علمی کمالات کے سبب آپ امام اعظم ابوحنیفہ ثانی کے لقب سے مشہور ہوئے۔ حاجی محی الدین مسکین تاریخ کبیر میں یوں رقمطراز ہیں۔

"جمعیے از عارفان ایشان را امامِ اعظم ثانی خطاب دادہ بودند۔ وبعضی گفتند کہ امامِ اعظم ثانی در این دیار لقب بود۔"[۱۶]

حضرت مخدومؒ نے خاکیؒ کو اپنا خلیفہ مقرر کر کے انہیں رشد و ارشاد کی باضابط اجازت دی۔ حضرت خاکیؒ نے برسوں تک مرشد کے اس فرمان کی تعمیل کی توفیق پائی اور ثابت قدمی سے اپنے مرشد کے حکم کو بجالاتے رہے۔

بابا داؤد خاکیؒ اپنے پیر و مرشد کی اجازت سے حضرت مخدوم جہانیان کے آستانہ کی زیارت کے لیے ملتان تشریف لے گئے۔ وہاں پر آپ نے کافی عرصہ تک

Scanned with CamScanner

توقف فرمایا۔ اس عرصہ کے دوران آپ وہاں کے بزرگان دین کی ملاقات سے بھی بہرہ اندوز ہوئے اس کے بعد کشمیر واپس لوٹے ۔ حاجی محی الدین مسکین تاریخ کبیر میں یوں رقمطراز ہیں۔

''پس برای حصول زیارت روضۂ شریفۂ حضرت مخدوم جہانیان سید جلال الدین بخاریؒ در شہر ملتان زیارت ہمپیرانِ طریقت نمودہ۔ باز از راہ لاہور مراجعت در کشمیر فرمودند و حاجی احمد قاری را ہمراہِ خود آوردند۔''[۱۷]

دوسری بار آپ نے اس وقت سفر کا ارادہ کیا جب کشمیر میں شیعہ وسنی فسادات نے خطرناک صورت اختیار کی تھی چنانچہ یہاں کے بعض دیگر عالموں اور اولیاؤں نے عزم سفر کیا جن میں بابا داؤد خاکیؒ بھی شامل تھے۔ آپ ابھی اپنے سفر سے واپس آئے ہوئے اسلام آباد ہی پہنچے تھے کہ آپ کی طبیعت ناساز ہوگئی اور ماہ صفر کی تیسری تاریخ سال ۹۹۴ھ مطابق ۱۵۸۵ء میں آپ کا انتقال ہوا۔ پہلے آپ کی نعش مبارک ہردی بابا ریشی کی زیارت گاہ واقع اسلام آباد میں سُپرد خاک کی گئی۔ لیکن بعد میں آپ کے خلفاء زین الدین رینہ واری وغیرہ کی کوششوں سے آپ کی نعش مبارک کو سرینگر میں لایا گیا اور اپنے مرشد بزرگوار شیخ حمزہ مخدوم سلطان العارفینؒ کے مزار فایض الانوار میں حضرت موصوف کے پہلو میں دفن ہوئے۔

''حضرت بابا بمرتبہ دوم بزیارت پیران طریقت در شہر ملتان نہضت فرمودند۔ د پس از حصول زیارت باز بکشمیر از راہ کابل معاودت نمودند و بہ مجرد ورود در این شہر در سال سنہ نہصد و نود و چہار بتاریخ دوم ماہ صفر نقل کردند۔ و در مقبرۂ شریفہ آنجناب در

Scanned with CamScanner

قصبۂ اسلام آباد مقرر گردید۔ پس ازاں بکوشش معتقدان وکشش پیر بزرگوار ایشاں را در شہر آوردہ۔ در روضۂ شریفۂ حضرتِ محبوب العالم قدس سرہ دفن نمودند۔'' ۱۸

حضرت بابا داؤد خاکیؒ کو کہکشان سلطانیہ کے تابناک ستاروں میں سے ایک ممتاز درجہ حاصل ہے۔ وہ ایک ایسے صاحب قلم مفکر اور دانشور تھے جنہیں حدیث، فقہ اور تفسیر پر گہری نظر تھی۔ انہوں نے علوم ظاہری و باطنی کے بحرِ بے کراں میں سے علم وادب کے جتنے بھی موتیوں کو سمیٹ کر اپنے دامن علم کو وسعت دی وہ خال ہی دوسروں کے حصے میں آئے۔ جب وہ حضرت سلطان العارفینؒ کے حلقۂ ارشاد میں داخل ہوئے تو ان کی کیمیا اثر نظر نے ذرّے کو سونے میں بدل ڈالا اور عرفان وتوحید کے اس تیراک نے ریاضت وعبادت کی بدولت سلوک کے وہ دشوار گذار مراحل طے کئے جن کا احاطہ عقل نہیں کرسکتی۔

آپ نے حضرت مخدوم شیخ حمزہؒ کے بعد کم وبیش تیس سال تک بڑے ہی صبر وضبط سے نہ صرف اسلامی اخوت، رواداری، برابری اور برادری کے اصولوں کو اجاگر کرنے میں تن وہی سے اپنے شب وروز گذارے بلکہ تالیف وتصانیف کے اس علمی ذخیرے کو بھی پایہ تکمیل تک پہونچایا جو گذشتہ پانچ صدیوں سے اسلامیان کشمیر کو خداشناسی اور رشد وہدایت دینے میں معاون ومددگار ثابت ہوئی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ قصیدہ وردالمریدین	حضرت شیخ حمزہؒ کے حالات ومکاشفات
۲۔ دستور السالکین	قصیدہ وردالمریدین کی شرح فارسی نثر

Scanned with CamScanner

۳۔ قصیدہ ضروریہ اور اس کی شرح مجموعۃ الفواید — دربیان دینی مسایل

۴۔ قصیدہ جلالیہ — درمدح حضرت مخدوم جلال الدین بخاریؒ

۵۔ شرح قصیدہ جلالیہ — فارسی نثر

۶۔ قصیدہ غسلیہ — غسل و وضو کی اہمیت وفواید

۷۔ قصیدہ لامیہ — درمدح حضرت شیخ حیدر ریشی عرف بابا ہردی ریشیؒ

۸۔ شرح قصیدہ لامیہ — فارسی نثر

ان عظیم وشان کارناموں کے علاوہ اس مدت میں آپ کے دست حق پرست پر حضرت ابو الفقراؒ، بابا نصیب الدین غازیؒ حضرت بابا داؤد بٹہ مالوؒ، حضرت بابا داؤد گہنیؒ اور حضرت بابا داؤد مشکوتیؒ جیسے پایہ کے باوقار عالموں اور اولیاء اللہ نے بیعت کی۔ [19]

ذیل میں ان تصنیفات کا ایک مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے:

قصیدہ وردالمریدین :

حضرت بابا داؤد خاکیؒ کی فارسی تصنیفات میں سے قصیدہ وردالمریدین کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ دراصل یہ ایک طویل قصیدہ ہے جس میں انہوں نے اپنے مرشد طریقت حضرت سلطان العارفینؒ کے حالات، کشف وکرامات ،اوصاف وعادات، ریاضات ومجاہدات پیر کامل کی روحانی فضیلتوں کے علاوہ ان کے رفقاً وخلفاً کے احوال شرح وبسط کے ساتھ درج کئے ہیں۔ قصیدہ کا آغاز یوں ہوتا ہے

شکر اللہ حالِ من ہر لحظ نیکوتر شداست — شیخِ شیخان شیخ حمزہ تا مرا رہبر شداست [20]

Scanned with CamScanner

اس کا آخری شعر ملاحظہ فرمائے:

بعد ازین ورد مبارک فاتحہ ختمی کنید ای عزیزان بہر این ناظم کہ بس مضطر شداست [۲۱]

قصیدے کا نام حضرت خاکیؒ نے اس لئے ورد المریدین رکھا ہے۔ کیونکہ ان کے خیال میں اس قصیدے کے اشعار جاذب ہونے کے ساتھ ساتھ مریدوں کو از بر کرنے کے لائق بھی ہیں وہ لکھتے ہیں کہ حضرت محبوب العالمؒ کے مریدوں کا فرض ہے کہ وہ قصیدے کے اشعار کو بار بار تلاوت کیا کریں تاکہ قصیدے کی فضیلتوں اور برکتوں سے مستفید ہوں۔ فرماتے ہیں:

مدحِ پیر این نظم من ورد المریدین نام یافت زانکہ وردش ساختن بر ہر مرید اجدر شداست [۲۲]

علاوہ ازین مصنف نے اس قصیدہ میں ایک جگہ اپنے شاعرانہ تخلص کو بھی لایا ہے:

یک نظر بر حال زار خاکے بے چارہ کن زان نظر ھا یکہ خاکی تیرہ زان چون زر شداست [۲۳]

دستور السالکین:

دستور السالکین دراصل حضرت خاکیؒ کے مشہور قصیدہ ورد المریدین کی ایک مبسوط فارسی شرح ہے۔ دستور السالکین کو مصنف نے ورد المریدین کی شرح تک ہی محدود نہیں رکھا ہے بلکہ اس کتاب کے غائر مطالعہ سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس میں مصنف نے علمی، مذہبی اور فقہی مسائل کو عالمانہ انداز میں سمجھانے کی بھی کوشش کی ہے۔ یہ کتاب علوم ظاہری و باطنی سے متعلق ایک انمول خزانہ ہے جس میں سلطان العارفینؒ کے حالات و مقامات، مقامی ریشیوں اور صوفیوں کے اعتقادات اور خوارق

عادات بیان کرنے کے ضمن میں تصوف و عرفان کے باریک نکتے، ذکر و فکر، شریعت طریقت اور حقیقت کے اسرار و رموز، سلوک میں انسان کامل اور مرشد کی ضرورت، مرشد کے اوصاف، عالم ناسوت، ملکوت، جبروت اور لاہوت، سلوک کے سات مقام جیسے طورِ جن، طورِ نفس، طورِ قلب، طورِ روح، طورِ خفی اور طورِ غیب الغیب، حضرت مخدومؒ کے کشف و کرامات، سلسلہ طریقت، عبادت و ریاضت، زہد و تقویٰ غرض اسلامی تصوف کا ایک جامع دایرۃ المعارف ہے۔

قصیدہ ضروریہ اور اس کی شرح مجموعۃ الفواید:

حضرت بابا داؤد خاکیؒ کا قصیدہ ضروریہ ۱۳۱ ابیات پر مشتمل ہے۔ اس میں انہوں نے ایمان، اسلام اور اسلام کے ضروری ارکان کے بارے میں اپنا نقطہ نظر پیش کیا ہے۔ اس لئے اس کا نام انہوں نے رسالۂ ضروریہ رکھا ہے۔

قصیدہ ضروریہ کا پہلا شعر یوں ہے۔

حمد مر حق را کہ مارا خالق و رہبر شد است — آنکہ وصفش از خیال و وہم ما برتر شد است

اس کا آخری شعر درج ذیل ہے۔

با محبان سرخرو دارش خدایا در دو کون — چون بہ ارشادش رخِ دین ہدیٰ احمر شد است [۲۴]

قصیدہ ضروریہ کی شرح بابا داؤد خاکیؒ نے خود فارسی نثر میں لکھی اور شرح کا نام مجموعۃ الفوایدٔ رکھا۔ جیسا کہ دیباچہ کی درج ذیل عبارت سے ظاہر ہوتا ہے:

"بعضی روایات محتاج الیہا و حکایاتِ مناسبہ لہا نیز بدان اضافت کردہ شدہ تا معانی آن روشن تر شود و مضامین آن مبرہن تر گردد و بملاحظ جمع شدن فوایدٔ کثیرہ دروی نام

آن مجموعۃ الفوایدنہادہ آمد،، [۲۵]

مجموعۃ الفوایدٗ کی ابتدا یوں ہوتی ہے۔ ''الحمد للّٰہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی امابعد میگوید العبد المفتقر ......''

اس کی آخری عبارت یوں ہے۔

''.....شیخ الاسلام وذکر سلسلہ وباقی نسبتہای ادو نوعی از کرامات و مقاماتش وغیرذالک منالفواید المحتاج الیہا تا آخر مذکور خواہد شد۔ انشاء اللہ تعالیٰ،، [۲۶]

قصیدہ جلالیہ وشرح قصیدہ جلالیہ:

باباداوٗد خاکیؒ کے منظومات میں ایک اور قصیدہ ''جلالیہ'' کے نام سے موسوم ہے۔اس قصیدہ کو ضبط تحریر میں لانے کا سن ۹۷۰ھ بنایا جاتا ہے اور اس میں حضرت سید جلال الدین بخاری کے روحانی مقام کا ذکر اور ان کی مدح وتوصیف کی گئی ہے۔ [۲۷]

قصیدہ غسلیہ یوسف شاھی:

یہ قصیدہ علامہ خاکیؒ نے سلطان الوقت یوسف شاہ چک کے نام سے معنون کرا کے ۹۸۸ھ میں سلطان مذکور کے ہی عہد حکومت میں تالیف کیا ہے۔چنانچہ یہ تاریخ خود مصنف نے اس شعر میں بیان کی ہے۔

بہراین تصنیف اگر خواہش کنی تاریخ سال [۲۸] بودہ از ہجرت گذشتہ نہصد دہشا دوہشت

قصیدہ غسلیہ کا آغاز کرنے سے پہلے مصنف نے سلیس وشرین اور روان نثر میں اس کی تمہید لکھی ہے جس میں غسل ووضو کی اہمیت وفوایدٗ کو تفصیلاً بیان کیا گیا ہے

Scanned with CamScanner

۔مصنف یوں رقمطراز ہے:

''بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمدُ لِلہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ امابعد نمودہ

مے آید کہ این رسالہٗ ایست دربیان

روایات غسلہای مفروضہ باذکر بعضے فضائل وفرائض آن وغسلہای مسونہ وغسل ھای مستجہ واغسال نقلیہ وروایات ونفول مشعر بآنکہ عبارت غسل از زمان حضرت آدمؑ تازمان پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وسلم ماموروشروع بودہ است وگاہ برائے ادای فرض وگاہ بہ تسے دیگرو در آخرت ھم مومنان غسل کردہ در بہشت وخواھند درآمد۔

آخر میں علامہ خاکیؒ نے اپنے اس قصیدہ کو ان دعائیہ اشعار پر ختم کیا ہے:

یاالٰہی لطف ناظم کن بحق دَاران او | آن مراتب کان نمودی لطف باھل وصال

ازکرم گرد خجالت ازرُخ من دورکن | دارم از تقصیرھای خویش بسیار انفعال

ہرکہ بگشاید زبانِ فاتحہ درحال من | بخش یارب عقدہ مقصود اورا انحلال [49]

قصیدہٗ لامیہ وشرح قصیدہٗ لامیہ (ریشی نامہ):

قصیدہ ریشی نامہ جسے عرفِ عام میں قصیدہٗ لامیہ بھی کہتے ہیں۔ حضرت خاکیؒ کی ایک اہم منظوم تصنیف ہے۔ جوانہوں نے اپنے ایک معاصر ولی حضرت بابا ہردی ریشیؒ [50] کی شان میں کہا ہے۔ اس میں ریشی مسلک سے وابستہ زاہدوں ،پرہیزگاروں، عابدوں اور ریاضت پیشہ لوگوں کے حالات درج ہونے کے پیش نظر حضرت خاکیؒ نے اس کا نام ''ریشی نامہ'' رکھا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

چون درین نسخہ صفات ریشیان مذکور شد　　　پس بہ ریشی نامہ خوش بود این نیکفال [۳۰]

چونکہ قصیدہ کے قافیہ میں ''لام'' کا التزام کیا گیا ہے اس لئے بعض اوقات اس تصنیف کو ''قصیدہ لامیہ'' کے نام سے بھی پکارہ جاتا ہے۔ زیر نظر قصیدہ میں حضرت خاکیؒ ریشی مسلک سے وابستہ ریشیوں کے تیئں اپنے خلوص اور ارادت کا اظہار کرتے ہیں چنانچہ ریشی سلسلے کے بانی حضرت نورالدین ریشیؒ کے بارے میں فرماتے ہیں ؎

شیخ نورالدین ریشی پیر جمع ریشیان　　　زاہدی خوش بود و باحق داشت بسیار اشتغال [۳۱]

اور حضرت بابا ہردی ریشیؒ سے متعلق فرماتے ہیں ؎

ہردی بابا آنکہ ریشی بود یعنی زاہدی　　　کرد با حکم از دنیا بہ عقبی اشتغال [۳۲]

بہر حال ریشی نامہ کو باباصاحبؒ نے ۹۸۸ھ میں مکمل کیا ہے جیسا کہ درج ذیل شعر سے اندازہ ہوتا ہے

از پی تحریر این نسخہ غریب ناتوان　　　گفت ذکر زاہدان اولی بود تاریخ سال [۳۳]

''شرح قصیدہ لامیہ'' (ریشی نامہ) :

''شرح قصیدہ لامیہ'' (ریشی نامہ) سلسلہ ریشیان کشمیر کے متعلق نثر میں لکھی گئی ایک کتاب ہے جو کہ قصیدۂ لامیہ کی مبسوط شرح ہے۔ جس کے چار قلمی نسخے محکمہ تحقیق واشاعت کے کتب خانہ مخطوطات کشمیر یونیورسٹی میں محفوظ ہیں۔

''شرح قصیدہ لامیہ'' میں جن ریشیان کرام کا خاص طور پر ذکر ہے، یہ ہیں ہردی بابا ریشیؒ، شیخ میرک، شیخ نورالدین ریشیؒ، شیخ بام الدین، بابا شکرالدین،

Scanned with CamScanner

نوروز ریشیؒ ، گنگ ریشیؒ ، ارزن ریشیؒ ، روپہ ریشیؒ اور بابا حیدرؒ وغیرہ وغیرہ۔

شروع: الحمدُ للہ سلام علیٰ عِبادِہِ الذِّینَ اصطفیٰ اَمّا بعد ۔ این کلمۂ چند است موضح معانی بعضی ابیات قصیدہ ریشی نامہ۔ [۳۴]

اختتام:

سلام ما بروح او و فیضش بجملہ مخلصانش باد واصل [۳۵]

حضرت خاکیؒ کی اکثر و بیشتر تصنیفات کو بعض صاحبِ ذوق و شوق حضرات نے مختلف اوقات میں شائع کیا ہے۔ ان میں اکثر تصنیفات ایسی ہیں جن کو جدید تحقیق و تنقید کے قواعد و ضوابط کے تحت شائع نہیں کیا گیا ہے۔ ان میں سے اکثر شائع شدہ تصنیفات میں متنی تنقید کے اصولوں کی بھی پابندی نہیں ہوئی ہے اور نہ ہی قدیم ترین نسخوں کی بنیاد پر اور دوسرے مخطوطات کے متن کے ساتھ مقابلہ یا مقائسہ کر کے کسی مستند نسخے کو مرتب کر کے شائع کیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے حضرت خاکیؒ کی شائع شدہ تصنیفات کے وہ ایڈیشن جن میں ان ضوابط کی پابندی نہیں ہوئی ہے غیر مستند اور مغلوط ہیں۔ ان میں طرح طرح کی خامیاں موجود ہیں۔ لہذا ضرورت اس بات کی ہے کہ حضرت خاکیؒ کی تصنیفات کے قدیم ترین نسخوں کی نشاندہی کی جائے اور ان کو متنی تنقید کے رہنما اصولوں اور معیاروں پر پرکھنے کے بعد شائع کرنے کا اہتمام کیا جائے۔ امید ہے کہ فارسی زبان و ادب کے ساتھ دلچسپی رکھنے والے اصحاب اور حضرت مخدوم پاکؒ اور ان کے خلیفہ اول حضرت بابا داؤد خاکیؒ کے ساتھ عقیدت رکھنے والے حضرات اس اہم فریضہ کو انجام دینے میں پہل کریں گے۔

Scanned with CamScanner

- کشمیراوراسلام از ماسٹراسداللہ ریشی ص ۱۸۸
- تذکرہ اولیاء کشمیر از پیرزادہ عبدالخالق طاہری جلددوم ص ۴۷
- محسن کشمیر از پیرزادہ عبدالخالق طاہری ص ۱۹۴
- اولیاء کشمیر (ہمارا ادب) نگران محمد یوسف ٹینگ ترتیب محمد احمد اندرابی ص ۲۶۷

۷ ۔ تذکرۃ العارفین از بابا علی رینہ ایکسشن نمبر (۲۱۴۴) ف ۲۹۵ ب

۸ ۔ ہدایت المخلصین از باباحیدر تیلہ مولی ایکسشن نمبر (۵۹۳) ف ۱۰۹ ب

۹ ۔ ہفت گنج سلطانی از پروفیسر محمد صدیق نیازمند ص ۹۳۔۹۲

۱۰ ۔ تاریخ کبیر از محی الدین مسکین ایکسشن نمبر (۲۰۴۸) ف ۱۴۹ ب

۱۱ ۔ چل چلتہ العارفین از خواجہ اسحاق قادری ایکسشن نمبر (۵۰۰) ف ۴۲ ب

۱۲ ۔ ہدایت المخلصین از باباحیدر تیلہ مولی ایکسشن نمبر (۵۹۳) ف ۱۰۹ ب ۱۱۰ الف

۱۳ ۔ ہفت گنج سلطانی از پروفیسر محمد صدیق نیازمند ص ۹۵

- اولیاء کشمیر (ہمارا ادب) نگران محمد یوسف ٹینگ ترتیب محمد احمد اندرابی ص ۲۷۱،۲۷۰
- محسن کشمیر از پیرزادہ عبدالخالق طاہری ص ۱۹۷ ۔ ۱۹۶

۱۴ ۔ ہدایت المخلصین از باباحیدر تیلہ مولی ایکسشن نمبر (۵۹۳) ف ۱۱۰ الف

۱۵ ۔ خوارق السالکین از احمد بن عبدالصبور کشمیری ایکسشن نمبر (۲۳۰) ف ۱۷۰ الف

۱۶ ۔ تاریخ کبیر از حاجی محی الدین مسکین ایکسشن نمبر (۲۰۴۸) ف ۱۵۰

Scanned with CamScanner

الف

۱۷ ۔ تاریخ کبیر از حاجی محی الدین مسکین ایکسشن نمبر(۲۰۴۸) ص ۱۵۰ الف

۱۸ ۔ ایضاً ف ۱۵۰ ب

۱۹ ۔ ہفت گنج سلطانی از پروفیسر محمد صدیق نیاز مند ص ۱۰۰

۔ اولیاء کشمیر نگران محمد یوسف ٹیگ، ترتیب محمد احمد اندرابی ص ۲۹۷ ۔۲۹۶

۔ کشمیر میں فارسی شاعری کی ابتداء وارتقاء از پروفیسر سیدہ رقیہ ص

۲۲۳

۲۰ ۔ وردلمریدین از بابا داود خاکیؒ ایکسشن نمبر (۲۷۲۱) ف ۱ الف

۲۱ ۔ ایضاً ف ۴۱ الف

۲۲ ۔ ایضاً ف ۳۷ الف

۲۳ ۔ ایضاً ف ۳۶ ب

۲۴ ۔ ہفت گنج سلطانی از پروفیسر محمد صدیق نیاز مند ص ۱۱۱

۲۵ ۔ ایضاً ص ۱۱۱

۲۶ ۔ ایضاً ص ۱۱۱

۲۷ ۔ کشمیر میں فارسی شاعری کی ابتداء وارتقاء از پروفیسر سیدہ رقیہ ص ۲۴۷

۲۸ ۔ غسلیہ یوسف شاھی از بابا داود خاکیؒ ایکسشن نمبر (۱۹۱۴) ف ۶ ب

۲۹ ۔ ایضاً ف ۱۱ ب

۳۰ ۔ شرح قصیدۂ لامیہ (ریشی نامہ) ایکسشن نمبر(۲۸) ف ۱۳۴ الف

۳۱ ۔ ایضاً ف ۴۲ ب

۳۲ ۔ ایضاً ف ۸ ب

۳۳ ۔ ایضاً ف ۱۳۴ ب

Scanned with CamScanner

۳۴ ۔ ایضاً ف ۱ الف

۳۵ ۔ ایضاً ف ۱۳۵ ب

منابع و ماخذ:

۱۔	شرح قصیدۂ لامیہ	بابا داود خاکیؒ	(۲۸)	اقبال لائبریری کشمیر یونیورسٹی
۲۔	اسرار الابرار	بابا داود مشکواتی	(۵)	کشمیر یونیورسٹی
۳۔	چل چلتہ العارفین	خواجہ اسحاق قادری	(۵۰۰)	کشمیر یونیورسٹی
۴۔	تاریخ کبیر	حاجی محی الدین مسکین	(۲۰۴۸	کشمیر یونیورسٹی
۵۔	خوارق السالکین	احمد بن عبد الصبور کشمیری	(۲۳۰	کشمیر یونیورسٹی
۶۔	ہدایت المخلصین	بابا حیدر تیلہ مولی	(۵۹۳)	کشمیر یونیورسٹی
۷۔	دستور السالکین	بابا داود خاکیؒ	(۱۱۰۸)	کشمیر یونیورسٹی
۸۔	ورد لمریدین	بابا داود خاکیؒ	(۲۷۲۱)	کشمیر یونیورسٹی
۹۔	مجموعتہ الفواید	بابا داوٗد خاکیؒ	(۲۸۵۱)	کشمیر یونیورسٹی
۱۰۔	غسلیہ یوسف شاہی	بابا داوٗد خاکیؒ	(۱۹۱۴)	کشمیر یونیورسٹی
۱۱۔	قصیدۂ لامیہ	بابا داوٗد خاکیؒ	(۸۰۵)	کشمیر یونیورسٹی
۱۸۔	کشمیر میں فارسی ادب کی تاریخ	پروفیسر عبد القادر سروری		کشمیر یونیورسٹی
۱۹۔	تاریخ اقوام کشمیر (حصہ دوم)	محمد الدین فوق		کشمیر یونیورسٹی
۲۰۔	ہفت گنج سلطانی	پروفیسر محمد صدیق نیاز مند		کشمیر یونیورسٹی
۲۱۔	کشمیر میں فارسی شاعری کی ابتدا او ارتقاء	پروفیسر سیدہ رقیہ		کشمیر یونیورسٹی
۲۲۔	محسن کشمیر	پیرزادہ عبد الخالق طاہری		کشمیر یونیورسٹی

Scanned with CamScanner